اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جو زکوٰۃ نہ دیتا ہو۔

زکوٰۃ

کے متعلق چند ضروری

مسائل

ترتیب

عطاء الرحمٰن قاسمی عفا اللہ عنہ
مفتی دارالافتاء محکمۂ قضاء محلہ قاضی سہارنپور

امام مسجد قطب شیر سہارنپور

تصدیق و نظرثانی

حضرت مولانا مفتی مجد القدوس صاحب خبیب رومی مدظلہ العالی
مفتی اعظم مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور

ناشر

بزم نور، محلّہ نواب گنج، سہارنپور

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد

زکوٰۃ کے معنی طہارت، برکت اور بڑھنے کے ہیں، اور شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ کہتے ہیں اپنے مال کی متعین مقدار کے اس حصہ کا کسی مستحق کو مالک بنادینا جو شریعت نے مقرر کیا ہے اور اس مال کے دینے میں نہ کوئی دنیاوی منفعت اس کے پیش نظر ہو نہ کوئی اور لالچ ہو صرف خدا کی رضا پیش نظر ہو۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے باقی مال پاک صاف ہو جاتا ہے اور اس میں اللہ کی طرف سے برکت کردی جاتی ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم ۲ھ میں نازل ہوا۔ حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حجۃ الوداع والی تقریر سنی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، نمازیں پڑھا کرو، رمضان کے روزے رکھا کرو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیا کرو، اپنے حاکم کی اطاعت کرو، تو تم جنت میں جاؤ گے۔ مکی دور میں زکوٰۃ کا مطلب صرف یہ تھا کہ اللہ کے حاجت مند بندوں پر اور خیر کے دوسرے موقعوں پر اپنی کمائی صرف کی جائے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء اسلام میں زکوٰۃ کیلئے کوئی خاص نصاب یا خاص مقدار مقرر نہ تھی بلکہ جو کچھ اپنی ضرورت سے بچ جایا کرتا تھا وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جاتا تھا۔ نصابوں کا تعین اور مقدار زکوٰۃ کی تفصیل ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی، اور پھر زکوٰۃ وصدقات کی وصولیابی کا نظام فتح مکہ کے بعد عمل میں آیا۔ زکوٰۃ میں نیکی اور افادیت کے تین پہلو ہیں (۱) ایک یہ کہ مومن بندہ جس طرح نماز کے قیام اور رکوع وسجود کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بندگی اور نیاز مندی کا مظاہرہ جسم وجان اور زبان سے کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا ورحمت اور اس کا قرب اس کو حاصل ہو اسی طرح زکوٰۃ ادا کر کے وہ اس کی بارگاہ میں اپنی مالی نذر اسی غرض سے پیش کرتا ہے اور اس بات کا عملی ثبوت دیتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا ہے۔ (۲) دوسرا پہلو زکوٰۃ میں

یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ضرورت منداور پریشان حال بندوں کی خدمت واعانت ہوتی ہے۔(۳) تیسرا پہلو اس میں افادیت کا یہ ہے کہ مال کی محبت ایک نہایت مہلک روحانی بیماری ہے زکوۃ اس کا علاج ہے اور اس روحانی بیماری کے گندے اور زہریلے اثرات سے نفس کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔

اسلام یہ نہیں چاہتا کہ دولت کسی ایک گروہ یا جماعت یا ایک قبیلہ وخاندان کے قبضہ وملکیت میں رہے یا کوئی ایسا طبقہ پیدا ہو جائے جو دولت کو خزانہ بنا بنا کر جمع کرے، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ دولت پوری امت کے افراد کے درمیان گردش کرتی رہے تا کہ زیادہ سے زیادہ افراد، اس سے فائدہ اٹھا سکیں اسی وجہ سے میت کے وارثین کیلئے شریعت نے حصے مقرر فرمائے ہیں اور تقسیم وراثت کا نظام نافذ و متعین فرمایا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں دیکھا، آپ کا ایک قوم پر گذر ہوا، ان کی شرم گاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتے تھے، اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا، آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس قوم میں بھی کھلم کھلا علی الاعلان فحش یا بدکاری ہونے لگے تو ان میں ایسی نئی نئی بیماریاں پیدا ہوں ہوگی جو پہلے کبھی سننے میں نہ آئی ہوں۔ اور جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگیں تو ان پر قحط اور مشقت اور بادشاہ کا ظلم مسلط ہو جائے گا اور جو قوم زکوۃ کو روک لے گی ان پر بارش روک دی جائے گی۔ اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ بھی بارش کا نہ برسے، اور جو لوگ معاہدوں کی خلاف ورزی کریں گے ان پر دوسری قوموں کا تسلط ہو جائے گا وہ ان کے مال متاع کو لوٹ لیں گے اور جو لوگ اللہ کے قانون کے خلاف حکم جاری کریں گے ان میں خانہ جنگی ہو جائے گی۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص زکوۃ ادا نہ کرے وہ (کامل) مسلمان نہیں، اس کو اس کے نیک عمل (پورا) فائدہ نہ دیں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ اس شخص کی نماز کو قبول نہیں فرماتے جو زکوۃ نہ دیتا ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں نماز پڑھنے کا اور

زکوۃ دینے کا حکم ہے اور جو شخص زکوۃ ادا نہ کرے۔اس کی نماز بھی (قبول) نہیں۔
مسئلہ: اگر حاکم وقت عادل مسلمان ہے تو اس کو ہر قسم کے مال کی زکوۃ لینے کا حق ہے اگر کوئی شخص زکوۃ نہ دیتا ہو تو حاکم وقت کو چاہئے کہ اس کو قید کردے۔ مسئلہ: زکوۃ کے حساب کیلئے تاریخ کا اعتبار ہے سال کے کسی مہینے میں جس تاریخ کو بھی سال پورا ہو جائے اسی تاریخ میں زکوۃ واجب ہوگی مہینہ خواہ محرم کا ہو یا کوئی اور۔جس وقت بھی زکوۃ ادا کرے گا اعتبار اسی تاریخ وجوب کا ہوگا۔اگلے سال پھر اسی تاریخ میں زکوۃ واجب ہو جائے گی جس تاریخ میں پچھلے سال واجب ہوئی تھی اور سال سے مراد قمری (چاند کے) حساب کا سال ہے شمسی (انگریزی) حساب کا سال نہیں۔قمری حساب سے ایک سال تین سو چون دن کا ہوتا ہے اور شمسی سال کبھی تین سو پینسٹھ دن کا اور کبھی ایک دن اس سے بھی زیادہ کا، بہر حال زکوۃ ادا کرنے میں قمری سال کا اعتبار ہوگا۔اور اگر شمسی سال کے اعتبار سے ہی زکوۃ ادا کرنا ہو تو دس، گیارہ دن کی زکوۃ مزید ادا کرنی چاہئے۔
مسئلہ: کوئی شخص قمری ماہ کی جس تاریخ کو صاحب نصاب ہوا ہمیشہ وہی تاریخ اس کی زکوۃ کے حساب کیلئے متعین رہے گی اس تاریخ میں اس کے پاس سونا چاندی، مال تجارت اور نقد (روپے) جو کچھ بھی ہو خواہ ایک دن پہلے ہی اس کو ملا ہو سب پر زکوۃ فرض ہوگی، زکوۃ کا حساب ہمیشہ اسی تاریخ میں ہوگا، ادا جب چاہیں کریں، درمیان سال میں بقدر نصاب مال نہیں رہا مگر متعین تاریخ میں نصاب پورا ہو گیا تو بھی زکوۃ فرض ہے، اگر صاحب نصاب بننے کی قمری تاریخ یاد نہ ہو تو غور و فکر کے بعد جس تاریخ کا ظن غالب ہو وہ متعین ہوگی، اگر کسی تاریخ کا ظن غالب بھی نہ ہو تو خود کوئی قمری تاریخ متعین کرلیں۔مسئلہ: رمضان المبارک میں زکوۃ دینے کا ثواب تو ستر گنا زیادہ ہوتا ہے مگر ایک حساب کے غلط ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔ماہ مبارک میں ایک فرض کا ثواب چونکہ ستر فرضوں کے برابر ہے اسلئے اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ رمضان المبارک میں زکوۃ نکالتے ہیں اس میں کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ نصاب کے مالک ہونے کی تاریخ سے جو سال شروع ہوا ہے وہ رمضان سے تین چار ماہ پہلے ختم ہو گیا تھا تو اس شخص نے رمضان شریف سے حساب رکھنے کیلئے ان تین چار ماہ کی زکوۃ بھی دے دی پھر آئندہ کیلئے رمضان سے رمضان تک حساب

جاری رکھا، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ رمضان سے تین چار ماہ بعد سال ختم ہوتا ہے تو یہ شخص رمضان میں زکوۃ ادا کر کے اپنے کو سبکدوش سمجھ لیتا ہے مگر غلطی اس میں یہ ہوتی ہے کہ جب رمضان میں یہ شخص زکوۃ نکالتا ہے تو جتنا مال رمضان شریف میں اس کی ملکیت میں ہے یہ اس کی زکوۃ نکالتا ہے حالانکہ احتمال ہے کہ جو ختم سال اس کا واقعی ہے اس میں نصاب اس وقت سے زیادہ ہو تو زکوۃ اسی زیادہ حساب سے واجب ہوگی تو اس طور پر حساب سے کچھ زیادہ زکوۃ اس کے ذمہ رہ جانے کا خطرہ ہے۔

چاندی سونے کا نصاب چاندی کا نصاب چھ سو بارہ (۶۱۲) گرام (۳۶۰) ملی گرام ہے اور سونے کا نصاب ستاسی (۸۷) گرام (۴۸۰) ملی گرام ہے۔ زکوۃ کے نصاب کا خلاصہ یہ ہے کہ سونا، چاندی، مال تجارت یا نقد، ان چاروں چیزوں میں سے بعض کا مجموعہ اگر اتنی چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو زکوۃ واجب ہو جائے گی۔ **فائدہ**: چاندی کے نصاب کو معیار بنانے کی وجہ یہ ہے کہ زکوۃ غریبوں کے فائدہ کیلئے ہے اور اس میں غریبوں کا فائدہ زیادہ ہے دوسرے اس میں احتیاط بھی ہے کہ جب نصاب چاندی کے اعتبار سے پورا ہو جاتا ہے (سونے کے اعتبار سے پورا نہیں ہوتا) تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ جس اعتبار سے بھی نصاب پورا ہو جائے اسی کا اعتبار کر لیا جائے۔ **مسئلہ**: کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے اور نہ پوری مقدار چاندی کی بلکہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی یعنی علیحدہ علیحدہ کسی کا نصاب پورا نہیں ہے۔ یا سونا، چاندی کے ساتھ کچھ نقد روپیہ یا مال تجارت بھی ہے لیکن کسی کا نصاب الگ الگ پورا نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں سب کی قیمت ملا کر اگر چاندی کے نصاب کے برابر ہو جائے تو زکوۃ واجب ہو جائے گی۔ **مسئلہ**: جب نصاب پر ایک سال گذرے گا تو سال کے دوران حاصل ہونے والے کل سرمایہ اور آمدنی پر زکوۃ واجب ہوگی ہر رقم پر الگ الگ سال گذرنا شرط نہیں۔ **مسئلہ**: جب مال پر پورا سال گذر جائے تو فوراً زکوۃ ادا کر دینی چاہئے تاخیر کرنا اچھا نہیں شاید اچانک موت آجائے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جائے۔ اگر سال گذرنے پر زکوۃ ادا نہیں کی اور اسی طرح دوسرا سال گذر گیا تو گناہ ہوا، اب توبہ کر کے دونوں سالوں کی زکوۃ ادا کرنی چاہئے اپنے ذمہ باقی

نہ رہیں اور اسی طرح گذشتہ سالوں کی جو زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی وہ بھی ضرور ادا کریں۔ مسئلہ: اگر کسی کے پاس صرف چاندی یا صرف سونا ہے اور نصاب کے مقدار سے کچھ کم ہے اس کے ساتھ روپیہ یا مال تجارت وغیرہ دوسری قابل زکوٰۃ چیزیں بالکل نہیں ہیں یعنی سونے کے ساتھ چاندی اور چاندی کے ساتھ سونا وغیرہ قطعاً نہیں ہے تو چھ سو بارہ گرام (۶۱۲) سے کم چاندی پر اور ستاسی (۸۷) گرام سے کم سونے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ مسئلہ: اگر کسی کے پاس کچھ سونا ہے، کچھ چاندی ہے دونوں میں سے کسی کا نصاب مکمل نہیں ہے تو اس صورت میں دونوں کی قیمت کا حساب لگا کر یہ دیکھا جائے گا کہ اتنی قیمت سے چھ سو بارہ گرام (۳۶۰) ملی گرام چاندی آسکتی ہے یا نہیں، اگر آسکتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ مسئلہ: کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر ہر روپے پر مستقل پورا سال گزرنا ضروری ہے تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یہ بات درست نہیں، بلکہ صاحب نصاب ہو جانے کے ایک سال کے بعد جب دوبارہ وہی تاریخ آئے گی تو اس تاریخ کو جتنی رقم صاحب نصاب کے پاس ہے اس سب کی زکوٰۃ نکالنی ہوگی چاہے اس میں کچھ رقم سال مکمل ہونے سے ایک دن پہلے ہی کیوں نہ آئی ہو۔

زکوٰۃ میں نیت کا حکم جب زکوٰۃ ادا کی جائے اس وقت نیت کرنا ضروری ہے یا اپنے مال سے واجب شدہ مقدار کو علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت ہونی چاہئے۔ اگر ایسا ہوا کہ زکوٰۃ کی نیت تو کر لی مگر اس وقت اس غرض سے کوئی رقم اپنے سرمایہ سے علیحدہ نہیں کی، یا دینے کے وقت کوئی نیت نہیں کی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ مسئلہ: کسی محتاج کو نیت کے بغیر کچھ رقم دی پھر بعد میں زکوٰۃ کی نیت کی تو یہ نیت اس وقت صحیح ہوگی جب کہ نیت کے وقت تک اس محتاج نے وہ رقم خرچ نہ کی ہو، اگر خرچ کر لی تو اب زکوٰۃ کی نیت درست نہیں یعنی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مسئلہ: اگر کچھ مال چند لوگوں کی شرکت میں ہو تو ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر کے اگر نصاب پورا ہوتا ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی ورنہ نہیں۔ مسئلہ: جو مال والد اور اس کے بچوں نے مل کر کمایا اور وہ سب والد ہی کے قبضہ میں ہے اور اسی کو خرچ کا اختیار رہے تو زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی والد ہی کے ذمہ ہوگا۔ مسئلہ: بیوی اگر صاحب نصاب ہے۔ اور عورتیں عموماً زیورات کی وجہ سے صاحب نصاب ہو جاتی ہیں۔ تو زکوٰۃ

بھی اسی کے ذمہ ہے، اور قربانی بھی ۔ بیوی کو زکوۃ ادا کرنے میں شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

لڑکی کیلئے بنوائے گئے زیور پر زکوۃ جو زیور لڑکی کی شادی کے لئے بنوا کر رکھا جاتا ہے تو اگر لڑکی کو اس کا مالک بنا دیا تو زکوۃ لڑکی پر واجب ہوگی اگر لڑکی بالغ ہے، اور اگر نابالغ ہے تو پھر نہیں ہوگی اسلئے کہ زکوۃ بالغ ہونے سے پہلے فرض نہیں ہوتی اور اگر اس زیور کا مالک لڑکی کو نہیں بنایا تو پھر جو بھی اس زیور کا مالک ہے اس پر زکوۃ فرض ہوگی۔ مسئلہ: اگر کسی نے گذشتہ کئی سال کی زکوۃ ادا نہیں کی اور اب کرنے کا ارادہ ہے تو اپنے خیال میں ان سالوں کا اندازہ لگائے کہ ہر سال تقریباً اتنا روپیہ موجود تھا اس اندازہ سے جس قدر روپیہ ہر سال میں موجود ہونا یاد آئے اس کی زکوۃ کا حساب کر کے اس کو ادا کیا جائے اور اندازہ اس طرح کیا جائے کہ اپنے خیال کے مطابق اس میں کمی نہ رہے۔

موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا زکوۃ کے ادا کرتے وقت اُس دن سونے چاندی کی جو قیمت ہے اس کا اعتبار ہوگا، جس دن ان کو خریدا تھا اس دن کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا۔ مسئلہ: اسی طرح جس جگہ زکوۃ دینے والا موجود ہے اس جگہ کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ جس جگہ سونا، چاندی یا مال روپیہ وغیرہ موجود ہے اس جگہ کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔

قرض کی زکوۃ جو پیسہ ہم نے بطور قرض کسی کو دیا ہے اس کی زکوۃ دینا ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ہی اس کے مالک ہیں اس پیسہ کے وصول ہونے کے بعد اس کی زکوۃ دینا واجب ہے اور اگر کوئی پہلے دیدے تو بھی درست ہے۔ مسئلہ: اگر اپنے قرض کے وصول ہونے کی کوئی امید نہ ہو تو اس کی زکوۃ ادا کرنا واجب اور ضروری نہیں۔ مسئلہ: اور اگر ایسا قرض وصول ہو جائے جس کے ملنے کی کوئی امید نہ تھی تو پچھلے سالوں کی زکوۃ دینا بھی واجب ہو جائے گا۔ مسئلہ: قرض معاف کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی صحیح صورت اس کی یہ ہے کہ مقروض کو زکوۃ کی رقم دیدے اور پھر اس سے قرض میں واپس لے لے۔ اگر وہ واپس نہ کرے تو زبردستی واپس لے سکتا ہے۔ مسئلہ: اگر کسی نے زیورات گروی رکھ دیئے ہیں تو قرض کے بقدر زیور کی قیمت مجرا کر کے بقیہ زیور اگر نصاب کے بقدر

ہے تواس کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

حج کے لئے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ کوئی شخص حج کے لئے جانا چاہے اور تھوڑے پیسے اس کے لئے الگ رکھے تو ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہے جب تک کہ وہ خرچ نہ ہو جائیں۔

مسئلہ: جس کے پاس پیسے کم ہوں اس کو حج کیلئے زکوٰۃ کا پیسہ لینا جائز نہیں۔

شیئرز کی زکوٰۃ کمپنیوں کے شیئرز بھی سامان تجارت میں داخل ہیں، ان میں حصہ دار بننے کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ کسی کمپنی کے شیئرز اس مقصد کیلئے خریدے ہیں کہ اس کے ذریعہ کمپنی کا منافع حاصل کریں گے، اور اس پر سالانہ منافع کمپنی کی طرف سے ملتا رہے گا اگر یہ صورت ہے اور اس نیت سے شیئرز خریدے ہیں فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی تو یہ دیکھیں کہ جس کمپنی کے یہ شیئرز میں اس کمپنی کے کتنے اثاثے جامد ہیں مثلاً بلڈنگ، مشینری، کاریں وغیرہ اور کتنے اثاثے نقد، سامان تجارت اور خام مال کی شکل میں ہیں (یہ معلومات کمپنی ہی سے حاصل کی جاسکتی ہیں) اس کمپنی کے جتنے فیصد اثاثے نقد، سامان تجارت، خام مال اور تیار مال کی صورت میں ہوں تو کل شیئرز کی بازاری قیمت لگا کر اتنے فیصد ہی زکوٰۃ ادا کر دیں۔ اور اگر کسی کمپنی کے اثاثوں کی تفصیل معلوم نہ ہو سکے تو اس صورت میں احتیاطاً ان شیئرز کی پوری بازاری قیمت پر زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

(۲) اور اگر کسی کمپنی کے شیئرز، ان کو فروخت کر کے نفع کمانے کے لئے خریدے ہیں یعنی شروع ہی سے ان کو فروخت کرنے کی نیت تھی تو اس صورت میں پورے شیئرز کی پوری بازاری قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

پلاٹ، دوکان، مکان پر زکوٰۃ جو زمین یا پلاٹ خریدا جائے خریدتے وقت اس میں تین قسم کی نیت ہوتی ہے (۱) کبھی تو یہ نیت ہوتی ہے کہ بعد میں اس کو بیچ دیں گے (۲) کبھی یہ نیت ہوتی ہے کہ مکان بنا کر خود رہیں گے (۳) اور کبھی کوئی نیت نہیں ہوتی اگر بیچنے کی نیت تھی تو اس کی قیمت پر ہر سال زکوٰۃ فرض ہوگی اور ہر سال مارکیٹ میں ان کی جو بھی قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہوگا مثلاً پلاٹ خریدا تھا ایک لاکھ کا، ایک سال کے بعد دو لاکھ کا ہو گیا تو دو لاکھ کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔ اور اگر

مکان بنا کر خود رہنے کی نیت ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور اگر خریدتے وقت نہ بیچنے کی نیت تھی نہ خود رہنے کی تو اس صورت میں بھی اس پر زکوٰۃ نہیں۔ **مسئلہ:** اگر کسی نے رہائشی مکان علاوہ دوسرا مکان کرایہ پر چلانے کیلئے خریدا تو اس مکان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی بلکہ اس مکان سے وصول ہونے والے کرایہ پر زکوٰۃ ہوگی جبکہ وہ (کرایہ کی رقم) نصاب کے بقدر جمع ہو جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے۔

کاشتکاری کی زمین پر زکوٰۃ یہاں (ہندوستان میں) زمین داری ختم ہونے کے بعد جب ہر زمین حکومت کی ملکیت قرار پاگئی پھر حکومت نے اپنی طرف سے جس کو چاہا زمین دیدی تو اس پر نہ عشر واجب ہے نہ نصف عشر، پھر بھی اگر کوئی ادا کردے تو موجب خیر و برکت ہے۔

باغات پر زکوٰۃ کھیتی کی زمین اور باغات کی زمین چاہے کتنی ہی ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ ہاں پیداوار کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم نصاب کے بقدر حاصل ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مہر کی زکوٰۃ عورت کا مہر جو اس کے شوہر نے ادا نہیں کیا تو جب تک وہ وصول نہ ہو جائے اس کی زکوٰۃ عورت کے ذمہ واجب نہیں۔ ہاں وصول ہونے کے بعد ہوگی، اگر اس کی مقدار اتنی ہو۔

سونے چاندی کے دانت وغیرہ پر زکوٰۃ اگر دانت وغیرہ سونے چاندی کے بنوائے یا سونے چاندی سے بھروائے یا سونے کے تاروں سے دانتوں کو باندھا تو ان میں کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو آسانی سے نکالا اور لگایا جا سکتا ہے تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو نکالا نہیں جا سکتا تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کا حکم ملازمین کی تنخواہ سے جو روپیہ کٹتا ہے اور پھر اس میں کچھ رقم ملا کر ملازمت کے ختم پر ملازموں کو ملتا ہے تو اس پر ملنے سے پہلے کچھ واجب نہیں، وصول ہونے کے بعد جب سال گذر جائے تب زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **مسئلہ:** بینک میں فکسڈ ڈپازٹ کے طور پر جو رقم جمع کی جاتی ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے البتہ ایک ہی ساتھ تمام سالوں کی زکوٰۃ اس وقت ادا کی جائے گی جب یہ رقم وصول ہو جائے نیز اصل رقم سے زائد ملنے والا پیسہ سود ہے اصل رقم

پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس زائد سودی رقم کو کسی مفلوک الحال شخص کو بلا نیت ثواب دے دینا واجب ہے۔

دوکان کے سامان پر زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ دوکان میں جتنی مالیت کا سامان ہے اس کی قیمت لگائیں پھر دیکھیں کہ اگر اپنے ذمہ کچھ قرض ہے تو اس کو ادا کردیں پھر باقی جتنی رقم بچے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کردیں۔

دودھ فروخت کرنے کی نیت سے پالی ہوئی بھینسوں کی زکوٰۃ کا حکم جو بھینسیں جنگل میں نہیں چرتیں بلکہ ان کو گھر میں چارہ (گھاس بھوسہ وغیرہ) کھلایا جاتا ہے ان پر زکوٰۃ فرض نہیں البتہ اگر بھینسوں کی تجارت بھی مقصود ہو یعنی ان کو خریدتے وقت اس کا دودھ بیچنے کے ساتھ بھینس بیچنے کی نیت بھی ہو تو ایسی بھینسوں کی قیمت پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

فلاحی اداروں میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے جو فلاحی ادارے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں وہ وصول شدہ زکوٰۃ کی اس رقم کے مالک نہیں ہوتے بلکہ زکوٰۃ دہندگان کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں جب تک ان کے پاس زکوٰۃ کا پیسہ جمع رہے گا وہ بدستور زکوٰۃ دینے والوں کی ملکیت میں رہے گا اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ مسئلہ: جن اداروں اور تنظیموں کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ زکوٰۃ کی رقم کو ٹھیک طریقہ سے صحیح مصرف میں خرچ کریں گے ان کو زکوٰۃ دینی چاہئے اور جن کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو ان کو دی گئی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی دوبارہ ادا کرنا ضروری ہوگا۔ مسئلہ: وہ عربی مدرسے جہاں مذہبی دینی تعلیم دی جاتی ہے ان میں زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ مستحقین کی اعانت کے ساتھ علوم دینیہ کی حفاظت واشاعت کا ذریعہ بھی ہے احیاء العلوم میں ہے کہ زکوٰۃ وغیرہ دینے کے لئے ایسے دیندار لوگوں کو تلاش کرے جو دنیا کی طلب چھوڑ کر امور آخرت میں مشغول ہوں اور نیک لوگوں میں سے بھی وہ حضرات زیادہ لائق توجہ ہیں جو اپنے علم سے لوگوں کو نفع پہونچا رہے ہیں اور مذہب اسلام کی پختگی اور اشاعت علوم دینیہ اور اس کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں کیونکہ علم کا پڑھنا پڑھانا تمام عبادتوں سے افضل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہمیشہ اپنی زکوٰۃ و خیرات اہل علم پر ہی خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں درجۂ نبوت کے بعد علماء کے درجہ سے افضل کسی کا

مرتبہ نہیں سمجھتا کیونکہ اگر اہل علم تنگدست ہوں گے تو دینی خدمت نہ ہو سکے گی جس کی وجہ سے دینی امور میں نقص آجائے گا لہٰذا علمی خدمت کیلئے ان کو فارغ اور بے فکر کر دینا بہتر ہے۔

زکوٰۃ میں مال دیا جائے یا اس کی قیمت زکوٰۃ دینے میں اختیار ہے چاہے وہ چیز دی جائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے یا اس کی قیمت دیدی جائے قیمت اس وقت کی معتبر ہوگی جب زکوٰۃ دی جائے گی ،جس وقت زکوٰۃ واجب ہوئی اس وقت کی نہیں۔ **مسئلہ:** اگر زکوٰۃ میں مال دیا جارہا ہے اور سارا مال اچھا ہے تو زکوٰۃ میں اچھا مال دینا چاہئے اور اگر سارا مال خراب ہے تو خراب مال ہی دے دیا جائے گا اور اگر کچھ مال عمدہ ہے اور کچھ خراب ہے تو پھر درمیانی درجہ کا مال دینا چاہئے۔

نہ فروخت ہونے والی چیز زکوٰۃ میں دینا ردی خراب چیز زکوٰۃ میں دینا اخلاص کے خلاف ہے مگر اس چیز کی جتنی مالیت بازار میں ہوگی اس کے دینے سے اتنی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

دوسرے شہر میں زکوٰۃ بھیجنا دوسری بستی یا شہر میں زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے لیکن اگر وہاں کوئی غریب و مستحق رشتہ دار ہو یا اپنی بستی کے فقیروں سے زیادہ مستحق ،حاجت مند ہوں یا زیادہ نیک ہوں یا دینی تعلیم میں مشغول ہوں یا دوسری جگہ بھیجنے میں عام مسلمانوں کا زیادہ فائدہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔اپنے رشتہ داروں کا حق اپنے شہر کے فقیروں سے زیادہ ہے یعنی ان کو دینے کا زیادہ ثواب ہے۔ **مسئلہ:** اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے اخر میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوٰۃ کی نیت سے نکالتا رہے تو یہ بھی درست ہے۔

ان حضرات کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے (۱) اپنے حقیقی باپ شریک ،ماں شریک ، بھائی بہن کو اور ان کی اولاد کو (۲) اپنے چچا، پھوپی کو اور ان کی اولاد کو (۳) اپنے ماموں ،خالہ کو اور ان کی اولاد کو (۴) اپنے سوتیلے ماں ،باپ کو (۵) اپنے خسر اور ساس کو اور ان کی اولاد کو (۶) مالدار آدمی کے والدین ،اس کی بالغ اولاد اور اس کی بیوی کو ،اگر یہ مستحق ہوں (۷) اپنے داماد اور بہو کو (۸) استاذ اور شاگرد کو۔

ان کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی (۱) اپنے ماں ،باپ ،دادا ،دادی ،پڑدادا ،پڑدادی کو (۲) اپنی ماں ، نانا ، نانی پڑنانا ، پڑنانی کو (۳) اپنے حقیقی لڑکے ، پوتے پوتیاں ، پڑپوے ، پڑپوتیوں کو

(۴) اپنی حقیقی لڑکی، نواسے، نواسی، پڑنواسے، پڑنواسی کو (۵) شوہر اپنی بیوی کو (۶) بیوی اپنے شوہر کو (۷) مالدار آدمی کی ضرورت مند نابالغ اولاد کو (۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاشمی خاندان کے کسی فرد کو۔

آلات تجارت پر زکوٰۃ نہیں جو چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے فیکٹری میں مال تیار ہوتا ہے ان پر زکوٰۃ نہیں جیسی مختلف سامان بنانے والی مشینیں، پرنٹنگ پریس، کپڑے سینے کی مشین، بنائی مشین، ڈرائی کلین اور سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے والی گاڑیاں نیز سواری کی گاڑیاں، برتن، شامیانے، فرنیچر وغیرہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

زکوٰۃ مستحق کو ادا کریں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ زکوٰۃ نکالو، نہ یہ فرمایا کہ زکوٰۃ پھینکو بلکہ فرمایا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرو یعنی یہ دیکھو کہ اس جگہ پر زکوٰۃ جائے جہاں جانی چاہئے یعنی زکوٰۃ کو اس کے مستحق تک پہنچانے کی پوری کوشش ہو، یہ نہیں کہ نکال کر کسی کے بھی حوالہ کردی اور کہدیا کہ لینے والا جانے۔

بیوہ اور یتیم کو زکوٰۃ دینے کا حکم بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی خاتون بیوہ ہے تو اس کو زکوٰۃ ہر حال میں دی جاسکتی ہے خیال صحیح نہیں بلکہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ مستحق بھی ہو، صاحب نصاب نہ ہو اگر وہ مستحق نہیں ہے تو محض بیوہ ہونے کی وجہ سے وہ مصرف زکوٰۃ نہیں بن سکتی، اس طرح یتیم کو زکوٰۃ دینے سے پہلے بھی یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ مستحق ہے یعنی صاحب نصاب تو نہیں ہے چنانچہ یتیم بھی اگر صاحب نصاب ہے تو یتیم ہونے کے باوجود اس کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

مسئلہ: کسی مستحق کو زکوٰۃ کے پیسے دیتے وقت یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے صرف نیت کرلینا کافی ہے۔ تحفہ، عیدی اور انعام کے نام سے بھی یہ پیسے دیئے جاسکتے ہیں۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

عطاء الرحمٰن عفا اللہ عنہ ۲۵؍شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

9997-178-786